قرآن اور اس کی تفسیر نبوی ہی ہماری ہدایت و کامرانی کے ضامن ہیں۔

ہدایت کے انہی سر چشموں کے بارے میں قرآن پاک بار بار تاکید فرماتا ہے کہ اللہ کی طاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمان برداری میں ہی ہماری دنیاوی و اخروی فلاح مضمر ہے۔ ارشاد ہے۔ ﴿من يطع الرسول فقد اطاع الله﴾ (سورۃ النساء۔ ۸۰) ترجمہ :"جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی"۔ قرآن شریف میں دوسری جگہ یوں فرمایا :﴿قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله﴾ (سورۃ آل عمران۔ ۱۳) ان آیات کریمہ کا ماحصل یہ ہے کہ علم دین کی اساس صرف دو ارکان پر مشتمل ہے۔ اول کلام اللہ، دوئم سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم ہدایت کے انہی دونوں سر چشموں کی طرف دنیا والوں کی توجہ مبذول کرانے کی جسارت کرتے ہیں۔ اللہ کریم شرف قبولیت بخشے۔

تاریخ اسلام کی روشنی میں یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ چاروں مشہور ائمہ بھی عامل بالحدیث تھے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کتاب اصول الدین میں ہے "امام ابو حنیفہ کے اصول و عقائد اور ذم تقلید میں ان کے اصول اہل حدیث جیسے ہیں" (اصحاب الحدیث ۱/۳۰) امام صاحب نے خود فرمایا :اذا صح الحديث فهو مذهبي (بحوالہ شامی مجتبائی صفحہ ۴۶) ترجمہ :"جب صحیح حدیث ملے وہی میرا مذہب ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں : مجھے پہلے پہل امام ابو حنیفہ نے اہل حدیث بنایا" (حقائق حنفیہ از مولوی فقیر محمد جہلمی صفحہ ۱۳۴)

امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے "جو شخص میری دلیل نہیں جانتا اسے میرے کلام کی بنیاد پر فتویٰ نہیں دینا چاہئے" اور جب وہ فتویٰ دیتے تو لکھتے کہ یہ نعمان بن ثابت کی رائے ہے۔ اور جتنی ہم میں مقدرت تھی اس لحاظ سے یہ بہترین رائے ہے۔ جو شخص اس سے بہتر رائے پیش کرے وہ درستی کا زیادہ مستحق ہوگا۔ (ارمغان شاہ ولی اللہ صفحہ ۱۷۶)

على هذا القياس امام مالک فرمایا کرتے تھے کہ کوئی ایسا شخص نہیں جو اپنی بات پر قابل مواخذہ نہ ہو۔ اور اس کی بات اسی کی طرف لوٹائی نہ جائے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ بایں انداز امام حاکم اور بیہقی نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے "جب کوئی حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے" اور ایک روایت میں ہے "اگر تم میری بات حدیث کے مخالف پاؤ تو میری بات چھوڑ کر حدیث پر عمل پیرا ہو۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل کا ارشاد ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام پر کسی کو کلام کرنے کا اختیار حاصل نہیں۔

(اس موضوع پر مزید وضاحت کیلئے التراث شمارہ نمبر ۱ صفحہ ۹۰ سے آگے کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔) ادارہ

معاشی آزادی ایک قومی ضرورت

از: عبداللہ راشد ہیڈ ماسٹر

اللہ کے بندو آج دنیا میں ایک قیامت برپا ہے، ہر طرف ناانصافی ہے، ظلم و جور ہے، کہیں سکون نہیں ہے۔ کوئی عافیت کی جگہ نہیں۔ جانتے ہو کہ یہ فساد عظیم کیوں برپا ہے؟ یہ جو انسان درندہ بن گیا ہے اور انسانیت انگاروں پر لوٹ رہی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ صرف یہ ہے کہ انسان نے اپنے مالک سے کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کیا۔ احسان مندی سے انکار کر دیا۔

سب سے بڑا غضب تو یہ ہے کہ یہ مسلمان امت جس کو پروردگار نے اس لئے پیدا کیا تھا کہ وہ خیر کی داعی بنے مگر اب اسکے اہل نہیں۔ بلکہ ہر جگہ محتاج، ہر جگہ بھوک اور افلاس کے شکار، ہر جگہ ذلیل اور خوار ہے۔ وہ امت جو خیر کی ذمہ دار تھی جو کبھی سرفراز اور سرخرو تھی، کامران و سربلند تھی آج ایک ایک خطے میں مغلوب ہیں۔ ان کی آبروئیں پامال ہو رہی ہیں۔ ان کی بستیاں اجڑ رہی ہیں۔ ان کے نونہالوں کو چھیدا جاتا ہے۔ ان کے گھروں کو آگ لگائی جاتی ہے۔ زمین ان کا بار اٹھانے سے انکاری ہے۔ اور آسمان ان پر سایہ کرنے سے گریزاں نظر آتا ہے۔ وہ جو کبھی امام تھے آج مقتدی بننے کے لائق نہیں رہے۔

جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خلفائے راشدینؓ، خالدؓ، طارقؒ اور محمد بن قاسمؒ کی رہنمائی حاصل تھی مدینہ، اندلس اور بغداد پوری دنیا کی رہنمائی کرتے تھے۔ انہی ادوار میں رازی اور ابن الہیثم جیسے حکماء پیدا ہوئے۔ ایمانی طاقت، روحانی طاقت اور دنیاوی طاقت اللہ والوں کے ہاتھ میں تھی۔ یہ طاقت والا تھا تو لوگ اس کی طرف بڑھے چونکہ طاقت والوں کو حکمت والا اور سمجھ و فہم والا سمجھا جاتا ہے۔ لہذا لوگ اسلام کی طرف بڑھے۔ اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اس کو قبول کرنے میں عزت محسوس کی۔ اس کے ساتھ روابط پر فخر محسوس کرنے لگے۔

مگر افسوس! اس عروج پر اللہ تعالیٰ کا احسان مند ہونے اور شکر ادا کرتے ہوئے ایمان کو مستحکم رکھنے، بہادری اور جواں مردی کو شیوہ بنانے اور ہر جدید سے جدید تر علم کے حصول اور تحقیقی کاموں کو شغل میں رکھنے کی بجائے اکثر ظالم حکمرانوں کو آگے آنے کا موقع دیا گیا۔ جنہوں نے خود غرض مشائخ اور نام نہاد علماء کے ساتھ مل کر ملت اسلامیہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی۔ غالب اور مومن جیسے گل و بلبل اور شمع و پروانہ کی محفلوں میں گم رہنے والے شعراء پیدا ہوئے۔ یحییٰ خان اور نیازی جیسے بزدل اور عیاش لوگ پیدا ہوئے۔ ملت کے نونہالوں کو مستقبل کے امین جان کر قرآن و حدیث اور جدید و مفید علوم سے بہرہ ور کرنے کی بجائے گانے، بجانے، شعر و شاعری اور کرکٹ جیسے لامتناہی

کھیل کود میں مصروف رہنے، کام چوری اور مفت خوری جیسی لعنتوں کے عادی بنادے۔ اور اگر پھر بھی وقت بچے تو مختلف سیاسی پارٹیاں لوگوں کو حصول اقتدار کے لئے ہراول دستے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

تعلیم و تربیت کا جہاں تک تعلق ہے ہمارے اپنے ملک کی مثال لیجئے سالانہ بجٹ میں قومی آمدنی کا صرف ڈھائی فیصد تعلیم پر خرچ کر کے قوم کو بیوقوف بنایا جاتا ہے۔ صنعتی ترقی کا یہ حال ہے کہ بال پوائنٹ اور سوئی تک بیرون ملک سے منگوایا جاتا ہے۔

اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک اور اسلام کے محفوظ قلعے کا یہ حال ہو تو دوسرے ملکوں کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ تہذیب و تمدن امریکہ کا معیاری، دین و مذہب امریکہ کا معیاری، زبان امریکہ کی معیاری، بس ہم نے اگر اپنی عظمت رفتہ واپس لینی ہے تو امریکہ کو یہ نشست خالی کرنے پر مجبور کرنا ہوگا جو حقیقت میں ہمارا مقام ہے۔ جب تک دنیا پر حکمرانی کے تخت کو اغیار کے ہاتھ میں برداشت کریں گے۔ اپنے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو غالب نہیں کر سکتے۔ اپنا مقام حاصل کرنے کے لئے ہمیں علم حاصل کرنا ہوگا۔ ٹیکنالوجی حاصل کرنی ہوگی۔ دن رات محنت کرنا ہوگا۔ پختہ ایمان، دیانت داری، فرض شناسی اور جذبہ جہاد پیدا کرنا ہوگا۔

۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کا دن یقیناً نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے نوید صبح کا پیغام ہے۔ یہی ایک ٹیکنالوجی تھی جسے پیسوں میں نہیں خرید سکتے تھے۔ مانگنے سے خیرات میں نہیں مل سکتی تھی۔ ہمیں اپنی قومی قیادت اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی ان بے مثال کاوشوں پر فخر ہے۔ جنہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسلمان کو بھی اتنی بڑی مہارت حاصل ہو سکتی ہے۔ پوری دنیا نے اس ایٹمی صلاحیت کا اعتراف کیا۔ ہندو ذہنیت اگر اس کے اعتراف اور احترام میں بظاہر بخل سے کام لیتی ہے تو یہ اس کی خود فریبی ہے۔ ورنہ اس کا بھی دماغ ٹھکانے پر آگیا ہے۔ مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے مظفر آباد کو آزاد کرانے والا ایڈوانی مجاہدین کے ٹھکانوں کو پاکستان کے اندر ہی راکھ کا ڈھیر بنانے والا بال ٹھاکرے اور پاکستان کو سبق سکھانے والا واجپائی اب اپنے ان مشہور زمانہ جملوں کو بھولے سے بھی اپنی زبان پر نہیں لاتے بلکہ اپنے آپ کو مظلوم ثابت کرنے میں عافیت دیکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پھر ہمیں وہ دن کبھی نہ دکھائے کہ ہم اپنے آپ کو مظلوم ثابت کرتے پھریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ڈاکٹر عبدالقدیر اور ایٹمی صلاحیت کی شکل میں جو تائید غیبی عطا فرمائی ہے یہ امت مسلمہ کو پھر سے اسلاف کی جانب سے پائی ہوئی میراث کے حصول اور زمین سے پھر ثریا کی جانب عازم سفر ہونے کے لئے حوصلہ عطا ہوا ہے۔

14 اگست کو ملک کی سیاسی آزادی اور 28 مئی کو بجا طور پر دفاعی آزادی قرار دیا گیا ہے۔ تیسری اہم ضرورت